فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: گستاخ صحابہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو جانتے بوجھتے اصحاب رسول کی توہین اور گستاخی کرے، وہ کافر ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَتَمَ أَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرَ مِثْلَ الرَّوَافِضِ، ومَنْ شَتَمَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَأْمَنُ أَنْ يكُونَ قَدْ مَرَقَ عَنِ الدِّينِ .

''جو (صحابہ کو) برا بھلا کہے، مجھے اس پر کفر کا خدشہ ہے، جیسے روافض ہیں۔ جس نے اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا، مجھے اس کے متعلق خوف ہے کہ وہ دین سے نکل جائے۔''

(السّنّة للخلّال : 780، وسندهٔ صحيحٌ)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا رَأْسُ مَالِهِمُ الْبُهْتُ وَالتَّكْذِيبُ وَالْوَقِيعَةُ فِي السَّلَفِ .

''روافض کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ ان کا شیوہ بہتان بازی، جھوٹ اور اسلاف امت (صحابہ وغیرہ) کی شان میں تنقیص کرنا ہے۔''

(مَعالِم السّنن : 6/2، شرح النّووي :203/1)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ نَقَّصَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَوْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهِ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَأَبْطَلَ شَرَائِعَ الْمُسْلِمِينَ.

''جس نے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا اس کی روایت میں اس پر طعن کیا، تو اس نے اللہ رب العالمین پر رد کیا اور مسلمانوں کے شرعی احکام کو باطل ٹھہرایا۔''

(تفسیر القرطبي : 297/16)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ نَسَبَهُ أَوْ وَاحِدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلٰى كَذِبٍ فَهُوَ خَارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مُبْطِلٌ لِلْقُرْآنِ طَاعِنٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جس نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا، وہ شریعت اسلامیہ سے خارج، قرآن کو جھٹلانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے۔''

(تفسیر القرطبي : 298/16)

سوال: جو لوگ چند صحابہ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کو کافر کہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحابہ کو کافر یا فاسق کہنے والوں کے کفر میں کوئی شک نہیں، ان کے کافر ہونے پر اجماع ہے، کیونکہ صحابہ کی ایمان کی گواہی خود قرآن کریم نے دی ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَنَقَّصَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ

كَانَ فِي قَلْبِهٖ عَلَيْهِمْ غِلٌّ فَلَيْسَ لَهٗ حَقٌّ فِي فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ .

''جس نے اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا دل میں ان کے متعلق کینہ رکھا، تو مسلمانوں کے مال فے میں اس کا کوئی حق نہیں۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 327/6، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَحْسَنَ مَا اسْتَنْبَطَ الْإِمَامُ مَالِكٌ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ : أَنَّ الرَّافِضِيَّ الَّذِي يَسُبُّ الصَّحَابَةَ لَيْسَ لَهٗ فِي مَالِ الْفَيْءِ نَصِيبٌ لِعَدَمِ اتِّصَافِهٖ بِمَا مَدَحَ اللّٰهُ بِهٖ هٰؤُلَاءِ .

''اس آیت سے امام مالک رحمہ اللہ نے کیا خوب استنباط کیا ہے! کہ جو رافضی صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے، اس کا مال فے میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ اس میں وہ وصف نہیں ہوتا، جو وصف اللہ تعالیٰ نے ان (مال فے کے مستحق مومنوں) کا بیان فرمایا ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 73/8)

۞ امام عبداللہ بن ادریس اودی رحمہ اللہ (۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ الرُّومَ سَبَوْا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الرُّومِ إِلَى الْحِيلَةِ ثُمَّ رَدَّهُمْ رَجُلٌ فِي قَلْبِهٖ شَيْءٌ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ ذٰلِكَ .

''اگر رومی لوگ، روم سے حیلہ تک کے تمام مسلمانوں کو قیدی بنالیں، پھر ایک ایسا شخص، جس کے دل میں اصحاب محمد ﷺ کے متعلق ذرا بھی بغض ہو، تمام

مسلمانوں کو آزاد کرادے، تو بھی اللہ تعالیٰ اس کا یہ عمل قبول نہیں کرے گا۔''

(السنّة للخلّال : 759، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام حمیدی رحمہ اللہ (۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ نُؤْمَرْ إِلَّا بِالْإِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ .

''ہمیں صحابہ کے حق میں صرف استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔لہٰذا جس نے تمام صحابہ کو برا بھلا کہا اور ان کی شان میں تنقیص کی یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کیا، تو وہ سنت (اسلامی طریقے) پر نہیں ہے اور اس کا مال فے میں کوئی حق نہیں۔''

(رسالة أصول السنّة، ملحقا بآخر مسنده، ص 546)

۞ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوا بِتَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ أَكْفَرَ وَاحِدًا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجنَّةِ وَقَالُوا بِمُوَالَاةِ جَمِيعِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفَرُوا مَنْ أَكْفَرَهُنَّ أَوْ أَكْفَرَ بَعْضَهُنَّ .

''اہل علم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔سب ازواج مطہرات سے محبت و احترام کا حکم دیا ہے اور تمام امہات المؤمنین یا کسی ایک کی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔''

(الفَرق بين الفِرَق، ص 353)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَلْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ أَكْفَرُوا أَخْيَارَ الصَّحَابَةِ ...... فَإِنَّا نُكَفِّرُهُمْ كَمَا يُكَفِّرُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِم عِنْدَنَا وَلَا الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ.

''امامیہ شیعہ کبار صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔......وہ اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں، ہم بھی ان کی تکفیر کرتے ہیں، ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(الفَرق بین الفِرَق، ص 350)

✿ **علامہ ابومظفر طاہر بن محمد اسفرایینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:**

اِعْلَمْ أَنَّ جَمِيْعَ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْ فِرَقِ الْإِمَامِيَّةِ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الصَّحَابَةِ وَيَدَّعُوْنَ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ غُيِّرَ عَمَّا كَانَ ووَقَعَ فِيْهِ الزِّيَادَةُ وَالنُّقْصَانُ مِنْ قِبَلِ الصَّحَابَةِ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْهِ النَّصُّ عَلٰى إِمَامَةِ عَلِيٍّ فَأَسْقَطَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الْقُرْآنِ الْآنِ وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَرْوِيَةِ عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الشَّرِيعَةِ الَّتِي فِي أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَنْتَظِرُوْنَ إِمَامًا يَسَمُّوْنَهُ الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ وَيُعَلِّمُهُمُ الشَّرِيْعَةَ وَلَيْسُوْا فِي الْحَالِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَلَيْسَ مَقْصُوْدُهُمْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْقِيْقِ الْكَلَامِ فِي الْإِمَامَة وَلٰكِنْ مَقْصُوْدُهُمْ إِسْقَاطُ

كُلْفَةِ تَكْلِيْفِ الشَّرِيْعَةِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَوَسَّعُوْا فِي اسْتِحْلَالِ الْمُحَرَمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَعْتَذِرُوْا عِنْدَ الْعَوَامِ بِمَا يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ تَحْرِيْفِ الشَّرِيْعَةِ وَتَغْيِيْرِ الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ الصَّحَابَةِ وَلَا مَزِيْدَ عَلٰى هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْكفْرِ إِذْ لَا بَقَاءَ فِيْهِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ .

''جان لیجئے! امامیہ کے جتنے بھی فرقوں کا ہم نے تذکرہ کیا، تکفیر صحابہ پر سب کا اتفاق ہے، قرآن مجید میں تغیر وتبدل کا دعویٰ کرتے ہیں، کہتے ہیں صحابہ نے اس میں کمی وبیشی وتحریف کی ہے، جن نصوص میں علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا، انہیں حذف کر دیا، ان کے خیال میں قرآن، احادیث نبویہ اور موجودہ شریعت پر اعتماد درست نہیں، وہ مہدی کے منتظر ہیں، جو خروج کے بعد انہیں شریعت سکھائیں گے، فی الحال وہ دین کے کسی جزء پر کاربند نہیں ہیں، اس سے ان کی غرض مسئلہ امامت کی تحقیق ہرگز نہیں، بلکہ صرف شرعی پابندیوں سے آزادی ہے، انہوں نے شرعی محرمات کافی حد تک حلال سمجھ رکھی ہیں اور عوام (کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے ان) کے سامنے شریعت وقرآن کے محرف ہونے کا بہانہ بناتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

(التّبصير في الدين، ص 24-25)

۞ **قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:**

سَبُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَنَقُّصُهُمْ أَوْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مِنَ الْكَبَائِرِ الْمُحَرَّمَةِ .

''نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کو برا بھلا کہنا اوران کی شان میں تنقیص کرنا یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے۔''

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 580/7)

۞ نیز فرماتے ہیں:

لَا امْتِرَاءَ فِي كُفْرِ الْقَائِلِينَ بِهٰذَا؛ لِأَنَّ مَنْ كَفَرَ الْأُمَّةَ كُلَّهَا وَالصَّدْرَ الْأَوَّلَ فَقَدْ أَبْطَلَ نَقْلَ الشَّرِيعَةَ وَهَدَمَ الْإِسْلَامَ .

''جولوگ یہ بات کرتے ہیں (کہ صحابہ کافر تھے) ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ جس نے پوری امت اور صدر اول (کے مسلمانوں) کو کافر کہا، اس نے گویا (احکامِ) شریعت کی نقل کو باطل ٹھہرایا اور دین اسلام کو منہدم کر دیا۔''

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 412/7)

۞ علامہ ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ (۵۶۲) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَكْفِيرْ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ تَضْلِيْلَ الصَّحَابَةِ وَيُنْكِرُوْنَ إِجْمَاعَهُمْ وَيُنْسِبُوْنَهُمْ إِلٰى مَا يَلِيْقُ بِهِمْ .

اُمت مسلمہ امامیہ کی تکفیر پر متفق ہے، جنہوں نے صحابہ کرام کے متعلق گمراہی کا عقیدہ رکھا، ان کے اجماع کا انکار کیا اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر ڈالیں، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھیں۔''

(الأنساب : 365/6)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْإِمَامِيَّةُ عَلٰى تَضْلِيْلِ الصَّحَابَةِ حَيْثُ جَعَلُوا الْإِمَامَةَ

لِغَيْرِ عَلِيٍّ .

''امامیہ صحابہ کو گمراہ سمجھنے پر متفق ہیں کہ جنہوں نے امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دی۔''

(الأنساب : 365/6)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ نَقَّصَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَوْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهٖ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَأَبْطَلَ شَرَائِعَ الْمُسْلِمِينَ .

''جس نے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا اس کی روایت میں اس پر طعن کیا، تو اس نے اللہ رب العالمین پر رد کیا اور مسلمانوں کے شرعی احکام کو باطل ٹھہرایا۔''

(تفسير القرطبي : 297/16)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ نَسَبَهٗ أَوْ وَاحِدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلٰى كَذِبٍ فَهُوَ خَارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مُبْطِلٌ لِلْقُرْآنِ طَاعِنٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جس نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا، وہ شریعت اسلامیہ سے خارج، قرآن کو جھٹلانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے۔''

(تفسير القرطبي : 298/16)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهُ لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ مُتَأَوِّلُونَ.

''جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے اور حرام فحش گوئی میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں سب صحابہ برابر ہیں، چاہے وہ ان فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ ان جنگوں میں اجتہاد اور تاویل کی بنا پر شریک ہوئے۔''

(شرح النّووي : 93/16)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''جو اس حد تک کہہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے معدودے چند، تمام صحابہ مرتد یا فاسق ہو گئے تھے، اس کے کفر میں ذرا برابر بھی شک نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کی ثنا و رضا پر مبنی بے شمار نصوص قرآنی کا منکر ہے، بلکہ جو (جان بوجھ کر) ایسے کے کفر میں متردد ہو، اس کا کفر بھی متعین ہے۔ اس قول کا تقاضا ہے کہ (نعوذ باللہ!) یہ امت سب سے بری ہے، جسے لوگوں کی صلاح وفلاح کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس کے پہلے لوگ سب سے برے اور خیر القرون کی اکثریت کافر، فاسق اور شر القرون تھے۔ ایسے شخص کا کفر ضروریات دین سے ثابت ہے۔''

(الصّارم المَسلول، ص 586-587)

۞ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حَاصِلُهُ أَنَّا نُكَفِّرُ مَنْ يُكَفِّرُ مَنْ نَحْنُ نَقْطَعُ بِإِيمَانِهٖ إِمَّا بِنَصٍّ

أَوْ إِجْمَاعٍ.

''جس کے ایمان کو ہم نص یا اجماع کی بنا پر قطعی سمجھتے ہیں، اس کی تکفیر کرنے والے کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔''

(فتاوی السّبكي : 586/2)

سوال: جو خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم) کی خلافت برحق ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، جو شخص ان کی خلافت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔

❀ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (970ھ) لکھتے ہیں:

الرَّافِضِيُّ إِنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلٰى غَيْرِهٖ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ، وَإِنْ أَنْكَرَ خِلَافَةَ الصِّدِّيقِ فَهُوَ كَافِرٌ.

''رافضی اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے غیر (خلفائے ثلاثہ) پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔''

(البحر الرائق :370/1)

سوال: کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے ہوا؟

جواب: خلیفۃ المسلمین، دامادِ رسولِ امین، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہونے والی بیٹی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المومنین، خلیفہ راشد، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ یہ تواتر اور اجماع کی حد تک ثابت ہے۔ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے، بلکہ شیعہ اکابرین نے تواتر کے ساتھ اس کا ذکر اپنی کتب میں کیا ہے۔

سوال: جو قرآن کریم کو غیر محفوظ مانے، اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے محفوظ ہے، جو قرآن کریم کو غیر محفوظ کہے، اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ، سُوَرُهٗ وَآيَاتُهٗ، فَمُتَوَاتِرٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مَحْفُوْظٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُبَدِّلَهٗ، وَلَا يَزِيْدَ فِيْهِ آيَةً، وَلَا جُمْلَةً مُّسْتَقِلَّةً، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ عَمْدًا، لَانْسَلَخَ مِنَ الدِّيْنِ.

''قرآن عظیم کی سورتیں اور آیات متواتر ہیں، وللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے، کوئی اس میں تبدیلی یا زیادتی نہیں کر سکتا، نہ کوئی جملہ بڑھا سکتا ہے، اگر کوئی ایسا جان بوجھ کر کرے گا، تو وہ دین سے نکل جائے گا (یعنی مرتد ہو جائے گا)۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 10/171)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الْقُرْآنُ وَوَقَعَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ حَرْفٌ وَّلَا يُنْقَصُ حَرْفٌ وَقَدْ رَامَ الرَّوَافِضُ وَالْمُلْحِدَةُ ذٰلِكَ فَمَا يُمْكِنُ لَهُمْ.

''یقیناً قرآن صحیح سلامت ہے، اس پر اجماع ہو چکا ہے، لہٰذا اس میں ایک حرف بھی بڑھایا جائے، نہ کم کیا جائے۔ روافض (شیعہ) اور ملحدین نے تحریف قرآن کی کوشش کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔''

(إكمال المُعلِم :119/1)

۞ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (٥٦٠ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ هُوَ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَنَقَلَ النَّقْلَ الْمُتَوَاتِرَ كَوَافٌ عَنْ كَوَافٍ.

”قرآن وہ کتاب ہے، جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اسے ہر دور کے لوگوں نے ایک دوسرے سے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔“

(الإفصاح عن معاني الصِّحاح : 49/3)

(سوال): حدیث: ”نجد سے فتنے اٹھیں گے۔“ سے مراد کیا ہے؟

(جواب): سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللّٰهُمَّ ! بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ : اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا، اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

”اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام کو بابرکت بنا دے، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن کو بابرکت بنا دے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ کے رسول! اور ہمارے نجد میں؟ فرمایا: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت دے۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کی: اللہ کے رسول! اور ہمارے نجد میں بھی؟ میرے خیال میں تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ شیطان کا سینگ بھی وہیں طلوع ہوگا۔“

(مسند الإمام أحمد : 118/2، صحيح البخاري : 7094، سنن الترمذي : 3953)

اس نجد سے مراد ''نجد عراق'' ہے، جیسا کہ دیگر احادیث اور اہل علم کے اجماع سے ثابت ہوتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے سالم رحمہ اللہ نے عراق والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! مَا أَسْأَلَكُمْ عَنِ الصَّغِيرَةِ وَأَرْكَبَكُمْ لِلْكَبِيرَةِ! سَمِعْتُ أَبِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيءُ مِنْ هٰهُنَا۔ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ۔ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ .

''عراق کے باشندو! تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تم چھوٹے چھوٹے مسائل بہت پوچھتے ہو اور دوسری طرف کبیرہ گناہوں کے ارتکاب میں اتنے دلیر ہو! میں نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: فتنہ یہاں سے آئے گا اور یہیں سے شیطان کے سینگ طلوع ہوں گے، ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔''

(صحيح مسلم : 2905)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (388ھ) ''نجد'' کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ بِالْمَدِينَةِ كَانَ نَجْدُهٗ بَادِيَةَ الْعِرَاقِ وَنَوَاحِيَهَا، وَهِيَ مَشْرِقُ أَهْلِهَا، وَأَصْلُ النَّجْدِ مَا ارْتَفَعَ مِنَ الْأَرْضِ، وَالْغَوْرُ مَا

انْخَفَضَ مِنْهَا، وَتِهَامَةُ كُلُّهَا مِنَ الْغَوْرِ، وَمِنْهَا مَكَّةُ، وَالْفِتْنَةُ تَبْدُو مِنَ الْمَشْرِقِ، وَمِنْ نَّاحِيَتِهَا يَخْرُجُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَالدَّجَّالُ، فِي أَكْثَرِ مَا يُرْوٰى مِنَ الْأَخْبَارِ.

''مدینہ والوں کا نجد عراق اور اس کے نواح کا علاقہ ہے۔ یہ مدینہ والوں کے مشرق میں واقع ہے۔ نجد کا اصلی معنیٰ بلند زمین ہے۔ نشیبی علاقے کو غور کہتے ہیں۔ تہامہ کا سارا علاقہ غور ہے۔ مکہ بھی اسی غور میں واقع ہے۔ اکثر روایات کے مطابق فتنے کا ظہور مشرق سے ہوگا، اسی جانب سے یاجوج ماجوج نکلیں گے اور یہیں سے دجال رونما ہوگا۔''

(إعلام الحديث : 1274/2)

سوال: کیا محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کا نام ''صنم اکبر'' رکھا تھا؟

جواب: محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ حق کے امام اور مصلح اعظم تھے، نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے تھے، آپ رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو ''صنم اکبر'' ہرگز نہیں کہا، یہ آپ رحمہ اللہ پر الزام ہے۔

سوال: شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی کتاب التوحید کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی کتاب التوحید عقیدہ میں مایہ ناز تصنیف ہے، شیخ رحمہ اللہ نے اس میں عقیدہ کی تمام جزئیات کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے، دلائل ذکر کیے اور ان سے استنباطات بھی کیے، کتاب التوحید کی بے شمار عربی اور اردو شروحات لکھی گئیں اور کئی زبانوں میں تراجم ہوئے، یہ کتاب اکثر مدارس سلفیہ میں شامل نصاب ہے۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ کے لیے جہت کا اثبات کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کے لیے جہت کا اثبات کیا جائے گا، کتاب وسنت میں بیسیوں دلائل اس پر شاہد ہیں، قرآن، احادیث متواترہ، اجماع سلف واہل سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر بلند ہے، جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ : مَقَالَةُ السَّلَفِ وَأَئِمَّةِ السُّنَّةِ، بَلْ وَالصَّحَابَةِ وَاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالْمُؤْمِنِينَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِي السَّمَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَى الْعَرْشِ، وَإِنَّ اللّٰهَ فَوْقَ سَمَاوَاتِهٖ، وَإِنَّهٗ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَحُجَّتُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ النُّصُوصُ وَالْآثَارُ، وَمَقَالَةُ الْجَهْمِيَّةِ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ فِي جَمِيعِ الْأَمْكِنَةِ، تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ قَوْلِهِمْ، بَلْ هُوَ مَعَنَا أَيْنَمَا كُنَّا بِعِلْمِهٖ، وَمَقَالَةُ مُتَأَخِّرِي الْمُتَكَلِّمِينَ : إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ فِي السَّمَاءِ وَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَلَا فِي الْأَرْضِ، وَلَا دَاخِلَ الْعَالَمِ، وَلَا خَارِجَ الْعَالَمِ، وَلَا هُوَ بَائِنٌ عَنْ خَلْقِهٖ، وَلَا مُتَّصِلٌ بِهِمْ، وَقَالُوا : جَمِيعُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ صِفَاتُ الْأَجْسَامِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنِ الْجِسْمِ، قَالَ لَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْأَثَرِ : نَحْنُ لَا نَخُوضُ فِي ذٰلِكَ، وَنَقُولُ مَا ذَكَرْنَاهُ اتِّبَاعًا لِّلنُّصُوصِ ...... فَإِنَّ هٰذِهِ السُّلُوبَ نُعُوتُ الْمَعْدُومِ، تَعَالَى اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ عَنِ الْعَدَمِ، بَلْ هُوَ مَوْجُودٌ

مُّتَمَيِّزٌ عَنْ خَلْقِهِ مَوْصُوفٌ بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهٗ مِنْ أَنَّهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ بِلَا كَيْفٍ.

''میں کہتا ہوں کہ سلف صالحین اور ائمہ سنت، بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مؤمنوں کا کہنا ہے کہ اللہ بلندی میں اپنے عرش پر اور آسمانوں کے اوپر ہے، وہ آسمانِ دنیا کی طرف نزول بھی فرماتا ہے، ان کی اس بارے میں دلیل (قرآنی) نصوص اور (حدیثی) آثار ہیں۔ جہمیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جگہ ہے، ان کے اس قول سے اللہ بہت بلند ہے، دراصل ہم جہاں بھی ہوتے ہیں، وہ ہمارے ساتھ اپنے علم کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ متأخرین متکلمین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ آسمان کے اوپر ہے، نہ عرش پر، نہ زمین میں، نہ کائنات میں داخل، نہ کائنات سے خارج، نہ اپنی مخلوق سے جدا اور نہ مخلوق سے متصل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تمام صفات ایک جسم کی ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم سے منزہ ہے۔ اہل سنت والاثر (والجماعت) نے ان سے کہا ہے کہ ہم اس بارے میں زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے اور جو ہم بیان کر چکے ہیں، نصوص کی اتباع میں ہمارا وہی قول ہے...... یہ تو کوئی وجود نہ رکھنے والی چیز کا انداز ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ عدم سے بہت بلند ہے۔ وہ تو موجود اور اپنی مخلوق سے ممتاز ہے۔ ان تمام صفات سے موصوف ہے، جن سے اس نے خود کو موصوف کیا ہے، یعنی وہ بلا کیف عرش کے اوپر ہے۔''

(مختصر العلوّ، ص 146-147)

(سوال): قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک کس حالت میں ہے؟

(جواب): اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ بھی قبر مبارک میں تازہ بہ تازہ ہیں، آپ کا جسم صحیح سلامت ہے، مگر آپ ﷺ اپنی برزخی زندگی گزار رہے ہیں، آپ کی روح مبارک جنت میں ہے۔ آپ ﷺ قبر میں دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ نہیں ہیں، نیز دنیاوالوں سے باخبر ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی برزخی زندگی کو دنیاوی زندگی کے مماثل قرار دینا گمراہی ہے، اسلاف اُمت میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَّعْرُوضَةٌ عَلَيَّ .

''جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت درود پڑھیں آپ کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وفات کے بعد آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسدِ مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجساد مقدسہ حرام قرار دیئے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375،

سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

جواب: یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ نے یہی کہا ہے۔اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 529/2)

سوال: کیا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں ''چوہڑے چمار'' کے الفاظ لکھیں ہیں؟ (نعوذ باللہ!)

جواب: شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ حق گو علما میں سے تھے اور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے تھے، آپ رحمہ اللہ نے ساری زندگی توحید و سنت کی دعوت میں گزاری، تبلیغ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں رہے۔

نبی کریم ﷺ کے حق میں نازیبا الفاظ کا صدور ایک عام سچے مسلمان سے ممکن نہیں، چہ جائیکہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ جیسے عظیم مبلغ اور متبع سنت یہ الفاظ کہیں۔شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے ہرگز ہرگز نبی کریم ﷺ کی ہستی پاک کے بارے ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے۔ دراصل دوستوں کو ان کی عبارت سمجھنے میں خطا لگی۔

سوال: آیت: ﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مالدار بنا دیا اور اس کا سبب نبی کریم ﷺ بنے۔وہ اس طرح کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو مدینہ تجارت کا مرکز بن گیا، جس سے وہاں کے غریب لوگوں کو مال تجارت میں خاطر خواہ نفع ہوا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔اس سے یہ کہنا کہ اللہ و رسول نے ہم کو غنی کر دیا، کیسے

درست ہوسکتا ہے؟

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو دستگیر اور مصرف الامور کہنا درست ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے عطا سے خدائی کا مالک نہیں بنایا۔ جو ایسی بات کرتا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول پر افترا باندھتا ہے۔ قرآن اس عقیدے کی تردید کرتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾

(الأعراف : 188)

''کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی فائدے اور نقصان کا مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے۔''

''مگر جو اللہ چاہے۔'' کا معنی ہے کہ وہی نفع نقصان پہنچتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہوتا ہے۔ اس کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کے بارے میں یہ خبر دی کہ میں اپنے لیے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں۔

﴿نَفْعًا﴾ اور ﴿ضَرًّا﴾ سیاق نفی میں آیا ہے، تو معنی عموم کا ہے، یعنی آپ ﷺ ذرہ برابر بھی نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

❁ اس آیت کی تفسیر میں علامہ نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ إِظْهَارٌ لِلْعُبُودِيَّةِ وَبَرَاءَةٌ عَمَّا يَخْتَصُّ بِالرُّبُوبِيَّةِ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ أَيْ أَنَا عَبْدٌ ضَعِيفٌ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي اجْتِلَابَ نَفْعٍ وَّلَا دَفْعِ ضَرَرٍ كَالْمَمَالِيكِ إِلَّا مَا شَاءَ مَالِكِي مِنَ النَّفْعِ لِي وَالدَّفْعِ

عَنِّي ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ أَيْ لَكَانَتْ حَالِي عَلٰى خِلَافِ مَا هِيَ عَلَيْهِ مِنِ اسْتِكْثَارِ الْخَيْرِ وَاجْتِنَابِ السُّوءِ وَالْمَضَارِّ حَتّٰى لَا يَمَسَّنِي شَيْءٌ مِنْهَا وَلَمْ أَكُنْ غَالِبًا مَرَّةً وَّمَغْلُوبًا أُخْرٰى فِي الْحُرُوبِ.

''اس آیت میں (نبی کریم ﷺ کی) بندگی کا اظہار ہے اور ربوبیت کے ساتھ خاص علم غیب سے برأت کا اعلان ہے، یعنی میں کمزور بندہ ہوں، غلاموں کی طرح اپنی جان کے لیے نفع حاصل کرنے اور نقصان دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتا، مگر میرا مالک مجھے جو نفع دینا چاہے اور مجھ سے جو نقصان دور کرنا چاہے۔ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾ ''میں غیب جانتا ہوتا، تو بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا۔'' یعنی بہت سی بھلائیاں سمیٹنے، پریشانیوں اور نقصانات سے محفوظ رہنے کی وجہ سے میں اس حالت میں نہ ہوتا، یہاں تک کہ مجھے کوئی پریشانی نہ آتی اور میں جنگوں میں کبھی غالب اور کبھی مغلوب نہ ہوتا۔''

(تفسير النّسفي :623/1)

جب نبی کریم ﷺ اپنی ذات کے لیے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں، تو دوسروں کے نفع ونقصان کے مالک کیسے ہو سکتے ہیں، دوسروں کی دستگیری کیسے کر سکتے ہیں اور دوسروں کے کاموں میں تصرف کیسے کر سکتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام صرف اللہ تعالیٰ سے ہی نفع کا سوال کرتے تھے۔ اللہ کے علاوہ کسی نبی، ولی سے فوق الاسباب مدد مانگنا شرک ہے۔